(غلام گردش)

ٹی سٹال، وزیر اعلیٰ اور موٹر سائیکل

سڑک کے ساتھ موجود، چھوٹا سا ٹی سٹال علی الصبح کھل جاتا ہے۔ اسکے مالک بھاسکر کے پاس کوئی ملازم نہیں ہے۔ کھوکھا کھول کر باہر دو چار عام سی کرسیاں لگا دیتا ہے۔ ایک رنگ برنگا پلنگ بھی باہر بچھا تا ہے۔ گاہکوں میں مزدور، ریڑھی بان، رکشہ ڈرائیور اور اسی سطح کے لوگ موجود ہوتے ہیں۔ اس ٹی سٹال میں کسی قسم کی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ شہر کے رئیس لوگ شائد یہاں جانا اپنی توہین گردانتے ہوں۔ شائد اپنی جگہ، انکی سوچ درست بھی ہو۔ بھاسکر بالکل عام سی چائے اور دودھ پتی بناتا ہے بسکٹ ختم ہوجائیں، تو کسی گاہک کو ہی کہتا ہے کہ ذرا، ساتھ والی دکان سے بسکٹ لے آؤ۔ روزانہ ٹھیک چھ بجے، کھوکھے پر، سفید اور کالے بالوں والا ایک آدمی، آتا ہے۔ بھاسکر، اس شخص کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے۔ کوئی دس منٹ کے قریب، حالات حاضرہ اور لطیفوں پر بیان بازی ہوتی ہے۔ عام سا نظر آنے والا آدمی، ہونٹوں سے سُڑک سُڑک آواز نکال کر چائے ختم کرتا ہے۔ آدھے گھنٹے کے بعد، وہ شخص بھاسکر سے اجازت لیکر پیدل گھر کی طرف روانہ ہوجاتا ہے۔ یہ سب کچھ، سالہا سال سے ہو رہا ہے۔ بھاسکر ایک عام سا شخص ہے مگر دوسرا شخص، ہندوستان کی پونڈے چری ریاست کا وزیر اعلیٰ رنگے سامی (Rangasamy) ہے۔ 2001 سے اس ریاست کا مسلسل وزیر اعلیٰ چلا آرہا ہے۔

رنگے سامی حیرت انگیز حد تک سادہ اور صوفی منش انسان ہے۔ کسی ریا کاری اور شعبدہ بازی کے بغیر ایک ایسا آدمی جسے ملکر آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ اس ریاست کا سب سے طاقتور اور مضبوط شخص ہے۔ وزیر اعلیٰ نظر آنا تو دور کی بات، کسی رکشہ کا معمولی ڈرائیور سا معلوم ہوتا ہے۔ مگر رنگے سامی ایک ایسا عظیم انسان ہے، جو خود کو عظیم نہیں گردانتا۔ دوسرے لوگ اسے بڑا سمجھ کر دل سے عزت کرتے ہیں۔ رنگے سامی اور بھاسکر چالیس سال سے ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ بے تکلف دوست جن کے تعلق میں کوئی ریاکاری نہیں۔ آپ کے ذہن میں ہوگا، کہ صبح کی چائے پینے کے بعد رنگے سامی وزیر اعلیٰ کی سرکاری رہائش گاہ پر جاتا ہوگا۔ وہاں محافظ اور پولیس والوں کی قطاریں لگی ہوتی ہونگی۔ پھر وہ ایک بلٹ پروف گاڑی میں سوار ہو کر دفتر چلا جاتا ہوگا۔ مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ صبح کی چائے کے بعد وزیر اعلیٰ، ایک محلّہ میں واقع اپنے چھوٹے سے گھر میں آتا ہے۔ گھر میں بھی کوئی ملازم نہیں ہے۔ ایک قدیم دیوان پر پڑے ہوئے کپڑوں میں سے کپڑے نکالتا ہے۔ انہیں پہن کر موٹر سائیکل پر سوار ہو کر شہر کی گلیوں میں گھومنا شروع کر دیتا ہے۔ ہر جگہ لوگوں کو روک روک کر پوچھتا ہے کہ انہیں کوئی مسئلہ تو نہیں۔ کوئی انکے حقوق تو سلب نہیں کر رہا۔ کوئی اہلکاران سے رشوت تو نہیں مانگ رہا۔ کہیں کوئی بابو، ان سے زیادتی تو نہیں کر رہا۔ پرانی سی موٹر سائیکل پر ایک ڈیڑھ گھنٹہ، پورے شہر کا چکر لگا کر رنگے سامی گھر واپس آتا ہے۔ ناشتہ خود بناتا ہے اور موٹر سائیکل پر دفتر روانہ ہوجاتا ہے۔ اسکے ساتھ کوئی محافظ، گن مین یا پروٹوکول نہیں ہوتا۔ پندرہ برس پہلے، جب پہلی بار وزیر اعلیٰ بنا، تو سیکرٹری نے اسے وزیر اعلیٰ کی سرکاری رہائش گاہ میں منتقل ہونے کا کہا۔ سیکرٹری کا مشورہ ٹھیک تھا کیونکہ سرکاری رہائش اسکا سرکاری استحاق تھا۔ مگر رنگے سامی اپنے ذاتی کردار میں ایک دیومالائی انسان ہے۔ اس نے سرکاری رہائش گاہ، سرکاری گاڑی اور محافظ لینے سے انکار کر دیا۔ اسکا جواب بہت سادہ اور پر مغز تھا۔ "پونڈے چری ایک غریب ریاست ہے۔ اسکے وسائل بہت کم ہیں۔ یہاں کے

لوگ بہت غریب ہیں۔اس غریب ریاست میں غریب آدمیوں کی طرح رہنا چاہتا ہوں۔ان پر بوجھ نہیں بننا چاہتا"۔

رنگے سامی موٹر سائیکل پر جب دفتر پہنچتا ہے تو درجنوں لوگ انتظار کر رہے ہوتے ہیں۔ہر ایک سے ملتا ہے۔کسی کی درخواست کو اپنے سیکرٹری کے پاس نہیں بھیجتا۔چار پانچ روپے کی بال پوائنٹ سے درخواستوں پر خود احکامات صادر کرتا ہے۔بندوں کے ہجوم سے فارغ ہوکر سرکاری امور نپٹانا شروع کر دیتا ہے۔چار بجنے کا پتہ ہی نہیں چلتا۔اسکے بعد، گھر کی طرف روانہ ہوجاتا ہے۔وہاں بھی لوگ موجود ہوتے ہیں۔معمولی سا کھانا کھاتا ہے۔لوگوں کے مسئلے سنتا ہے اور اپنی بساط کے مطابق انہیں حل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔شام سات بجے، پھر اپنے دفتر روانہ ہوجاتا ہے اور رات گئے تک کام کرتا رہتا ہے۔میں کوئی کہانی یا افسانہ نہیں سنا رہا۔یہ آج کی دنیا اور آج کے جدید زمانے میں موجود ایک ایسا سیاستدان ہے جسکی مثال کم ازکم برصغیر میں تو بہت کم ملتی ہے۔پاکستان میں خوردبین لگا کر بھی پچھلی چھ دہائیوں میں ایسا مقتدر شخص نظر نہیں آتا۔وزیراعلیٰ بننے سے پہلے، دس بارہ برس ریاست میں مختلف محکموں کا وزیر رہا ہے۔اسکا کوئی بینک بیلنس نہیں ہے اور اسکی کوئی آف شور کمپنی بھی نہیں ہے۔لوگوں کے دلوں پر حکومت کرتا ہے۔انکے ذہنوں کو پڑھتا ہے اور عام آدمی کے مسائل سمجھ کر انکی خدمت کرتا ہے۔

اس سے پہلے، کہ اس "پائندہ قوم "کے سیاستدانوں کا ذکر کروں۔اس وزیراعلیٰ کے ڈرائنگ روم کا منظر پیش کرنا چاہتا ہوں۔پلاسٹک کی چار پانچ کرسیاں اور صرف ایک تپائی۔پورے ڈرائنگ روم میں کوئی میز نہیں ہے۔بغل والے کمرے میں، سونے کا کمرہ ہے۔وہاں ایک بوسیدہ سا دیوان موجود ہے۔کمرے میں کوئی الماری نہیں ہے۔اسکے سارے کپڑے دیوان پر بکھرے رہتے ہیں۔اس میں ایک چادر بھی موجود ہے۔رات کو چادر نکالتا ہے اور کمرے میں بچھا دیتا ہے۔تیس سال سے زمین پر بستر کے بغیر سو رہا ہے۔اسکی خواب گاہ میں کوئی چارپائی یا بیڈ نہیں ہے۔بال ترشوانے کیلئے محلّہ کے نائی کے پاس خود چلا جاتا ہے۔سستی سی دکان پر جا کر اپنے لئے کپڑے خریدنے لگتا ہے۔اسکے پاس کوئی غیرملکی قیمتی قمیض، ٹائی یا سوٹ نہیں ہے۔زیب تن کپڑوں کی قیمت بھی معمولی سی ہوتی ہے۔دو چار سو روپے یا حد پانچ سو روپے۔

اس درویش وزیراعلیٰ نے پونڈے چری میں جو ترقی کروائی ہے، وہ ہمارے تصور سے بھی باہر ہے۔وزیراعلیٰ بننے سے پہلے پوری ریاست میں ہزاروں لوگ جھونپڑیوں میں رہتے تھے۔سب سے پہلے رنگے سامی نے غریب لوگوں کو انتہائی سستے گھر بنا کر دینے شروع کر دیے۔آج پوری ریاست میں ایک بھی خاندان جھونپڑی میں نہیں رہتا۔پونڈے چری میں بارش ہر وقت ہوتی رہتی ہے۔اس نے لوگوں میں چھتریاں اور رین کوٹ(Rain Coat) بانٹنے شروع کر دیے۔غریب آدمیوں میں مفت سائیکل تقسیم کرنے کی ٹھان لی۔ریاست میں ایک امتحان شروع کیا، امتحان کا نام CENTAC ہے۔جو بھی طالبعلم امتحان پاس کرتا ہے اور کسی پروفیشنل کالج میں پڑھنا چاہتا ہے، تو ریاست اسکے سارے تعلیمی اخراجات برداشت کرنے شروع کر دیتی ہے۔تعلیم کے متعلق کوئی اخباری مہم شروع کر کے اپنے کارنامے گنوانے کی کوشش نہیں کی۔تمام سکولوں میں کاپیاں اور کتابیں مفت مہیا کر ڈالیں۔سکول میں بچوں کو صبح آکر گرم دودھ پلایا جاتا ہے۔انہیں دوپہر کا کھانا مفت مہیا کیا جاتا ہے۔ریاستی وسائل کو بروئے کار لا کر رنگے سامی نے غریبوں میں گیس کے

سلنڈر اور چولہے مہیا کیے تا کہ خواتین لکڑیاں جلا کر کھانا نہ بنائیں۔ اس تدبیر سے جنگلات کے ذخیروں کو محفوظ کر ڈالا۔ محسوس کیا کہ لوگ عورتوں کو جائیداد منتقل نہیں کرتے۔ قانون بنا دیا کہ جو مرد بھی اپنی بیوی کو جائیداد منتقل کریگا، اس پر حکومتی ٹیکس معاف کر دیا جائیگا۔ رنگے سامی کا ذہن بالکل مختلف طرح سے سوچتا ہے۔ محسوس ہوا کہ کئی بیماریاں انسان کو اس حالت میں لے آتی ہیں کہ وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ مہلک بیماریوں میں مبتلا ساٹھ برس سے اوپر مرد اور خواتین کی فہرست بنوائی۔ انکی معاشی صورتحال کے مطابق انکو مفت گندم مہیا کرنا شروع کر دی۔ غریب آدمیوں کے لئے ریاستی سطح پر مفت دستر خوان شروع کروا دیے۔ دستر خوانوں پر تین وقت کا کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔ سروے کے مطابق ریاست میں غریب لوگوں کی تعداد کم سے کم ہوتی جا رہی ہے۔ لڑکے اور لڑکیوں کو تعلیم کے بعد نوکریاں ملنی شروع ہو چکی ہیں۔ پوری ریاست کی قسمت بدل چکی ہے۔ اب اسے کسی سیاسی پارٹی کی ضرورت نہیں۔ کانگرس چھوڑنے کے بعد، اسکی اپنی سیاسی جماعت ہے۔ اب تک وہ ایک بھی الیکشن میں ناکام نہیں ہوا۔ لوگ اسے سے محبت نہیں کرتے بلکہ اسکے کام اور سادہ زندگی کی وجہ سے عشق کرتے ہیں۔ اسے ہر شخص مل سکتا ہے۔ مشہور ہے کہ اگر اسے رکشہ یونین والے بھی حلف برداری کی تقریب میں بلائیں تو وہ بلا تامل چلا جائیگا۔ پوری دنیا میں رنگے سامی کے طرز حکمرانی کو ماڈل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اور بین الاقوامی اقتصادی اور فنی اداروں میں اسکی زندگی اور حکومت کو نصاب کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔

اب اس پائندہ ملک پر سنجیدہ نظر ڈالیے۔ رنگے سامی جیسا حاکم تو خیر خواب میں بھی سوچا نہیں جا سکتا۔ یہاں ساٹھ ستر برس سے حکمران رعونت، تکبر اور جاہ و جلال سے حکومت کر رہے ہیں۔ اکثریت غیر ملکی قیمتی ترین سوٹ پہنتے ہیں۔ کروڑوں روپے کی سرکاری گاڑیوں اور جہاز استعمال کرتے ہیں۔ سرکاری وسائل کمال بے رحمی سے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ارد گرد، سینکڑوں محافظوں کی درجنوں گاڑیاں ہوتی ہیں۔ عام لوگ انکی رعایا ہیں، صرف رعایا۔ جنہیں کبھی نعروں سے خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی قصے کہانیوں اور بھول بھلیوں میں محو کر دیتے ہیں۔ کھوکھلی باتیں، غیر موجود ترقی کے قیمتی فارمولوں سے قوم تقریباً جاں بلب ہو چکی ہے۔ مگر انہیں حکومت کرنے کیلئے صرف اور صرف شناختی کارڈ چاہیں جن سے ووٹوں کے ڈبے بھرے جا سکیں۔ قوم زندہ رہے یا نیم زندہ، کسی کو کوئی فکر نہیں۔ ہر ایک ڈگڈگی بجا کر تماشہ دکھا رہا ہے۔ حیرت ہے کہ لوگ تماشے کو حقیقت سمجھ رہے ہیں۔ اس بنجر زمین میں کبھی بھی کوئی رنگے سامی جیسا آدمی پیدا نہیں ہو سکتا۔ حکومت میں آنا تو خیر دور کی بات، وہ یہاں سانس تک نہیں لے سکتا!

راؤ منظر حیات

Dated:15 May 2016